حقیقی کامیابی اور خوشی

آپ کے خیال میں کامیابی کیا ہے؟ اگر آپ کو مرضی کے مطابق سب کچھ مل جائے تو کیا آپ پھر بھی خوش ہوں گے؟ شہرت اور پیسے والا انسان کامیاب نہیں بلکہ کامیاب وہ انسان ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہے۔ بعض لوگوں کے مطابق اپنا کامیاب بزنس ہو۔ لوگ آپ سے آٹوگراف لینا چاہیں اور آپ کے ساتھ سیلفی بنانا چاہیں۔ آپ ایک سپر سٹار ہوں۔ آپ دُنیا میں مشہور ہوں۔ یہی خوشی اور کامیابی ہے۔ یہ تمام جوابات اپنی جگہ درست ہیں لیکن ۔۔! یہ معاشرے کے معیار ہیں۔ یہ بنے بنائے سوشل سٹینڈرڈز ہیں جو بچپن سے ہی ہمارے ذہنوں میں ڈالے گئے ہیں۔ بڑی تنخواہ والی نوکری، شاندار گاڑی، خوبصورت گھر اور نوکر چاکر، یہ سب وہ سوچ ہے جو معاشرے کی ہے اور معاشرہ ان چیزوں کی بنیاد پر لوگوں کے کامیاب یا ناکام ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ لیکن آپ کی نظر میں کامیابی کیا ہے؟ اپنے دِل سے پوچھیں۔ آج اگر آپ کے پاس یہ سب چیزیں آجائیں تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ خوش بھی ہوں گے؟

ایک بات یاد رکھیں کہ اگر آپ محنت کر کے کسی سوال کا جواب نہیں ڈھونڈتے تو پھر یہ ہوگا کہ اس چیز کے متعلق جو بنی بنائی معلومات ہیں وہ آپ کے گلے پڑ جائیں گی۔ کامیابی کے بارے میں آپ کا جو بھی تصور ہے آپ کی پوری زندگی اس کے گرد گھوم رہی ہوتی ہے۔ اگر آپ زیادہ پیسے کمانے کو کامیابی سمجھتے ہیں تو آپ کا رہن سہن اور سوچ وفکر بھی اسی سوچ کے مطابق ہوگی۔ آپ کا ہر کام اسی سوچ سے شروع ہوگا۔ آپ کسی بھی کام کو اسی سوچ کے ترازو میں تولیں گے۔ ممکن ہے کہ آپ محنت کریں، دن رات ایک کریں اور اس مشقت بھرے سفر میں اپنے پاؤں لہولہان کر کے منزل تک پہنچ بھی جائی لیکن آپ زندگی کو کھودیں گے۔

رابن ولیم کو کون نہیں جانتا۔ اس کو دنیا کا ایک عظیم مزاحیہ اداکار کہا جاتا ہے۔ اس نے کئی دہائیوں تک لوگوں کے دِلوں پر راج کیا۔ وہ اسٹیج کا بادشاہ تھا۔ اس کی مزاحیہ حس اتنی شاندار تھی کہ صرف امریکہ ہی میں نہیں، بلکہ پوری دنیا میں اس کے چاہنے والے موجود تھے۔ ''مورک اینڈ مینڈی'' اس کا وہ پروگرام تھا جس نے مقبولیت کے ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ ٹائم میگزین نے اس کی تصویر کو اپنے ٹائٹل پر چھاپا۔ اس کو اپنی شاندار پرفارمنس پر دوامی ایوارڈز، چار گولڈن، دو اسکرین، پانچ گریمی ایوارڈز اور آخرکار آسکر ایوارڈ بھی دیا گیا۔ پیسہ، شہرت، گاڑی، بنگلہ اور ایک پُرآسائش زندگی، اس کی زندگی میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ اس کے پاس وہ سب کچھ تھا جس کا ایک عام انسان صرف خواب دیکھ سکتا ہے۔ اگر ہم ہمارے بنائے ہوئے معیار کے تناظر میں رابن ولیم کو پرکھیں تو سیدھا جواب یہی آتا ہے کہ وہ ایک کامیاب، خوش قسمت اور پُرسکون زندگی گزارنے والا شخص

تھا۔جس کی زندگی میں کوئی محرومی نہیں تھی لیکن یہاں آ کر یہ سب پیمانے غلط ثابت ہو جاتے ہیں جب 11 اگست 2014 کو وہ اپنے گھر میں خودکشی کر لیتا ہے۔تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوکین کا عادی بن چکا تھا اور اس کی زندگی ڈپریشن سے بھرپور تھی۔ہم ساری زندگی اسی کوشش میں گزار رہے ہوتے ہیں کہ دنیا ہمیں ایک کامیاب انسان تسلیم کر لے۔مطلب ساری زندگی کی بھاگ دوڑ صرف دوسروں کو دکھانے کے لیے ہوتی ہے۔اس بات کے لیئے نہیں کہ میں اپنی کامیابی کو انجوائے کروں۔اگر محنت و مشقت کے بعد ایسا ہو بھی جائے کہ دنیا آپ کو کامیاب مانے اور آپ کی شہرت کے چرچے چاروں طرف پھیل جائیں لیکن آپ خود میں جھانکیں تو آپ کو اس تلخ حقیقت کا سامنا ہو کہ میں تو اندر سے وہ ہوں ہی نہیں جو دنیا مجھے سمجھتی ہے۔آپ جب بھی اپنے دل میں جھانکیں گے تو وہاں آپ کو خالی پن کے سوا کچھ نہ ملے۔گزشتہ کئی سالوں میں انسانی ترقی کے حوالے سے کچھ نئے پیمانے بہت زیادہ زیر بحث رہے ہیں۔دنیا میں مختلف طرح کی تبدیلیاں آئیں۔انسانی ارتقاء پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ اس زمین پر ایک وقت ایسا بھی تھا جس میں انسان کے پاس کرنے کا کام صرف کھیتی باڑی تھی۔اُس کے بعد دنیا ایک اور دور میں داخل ہوئی جس کو صنعتی دنیا کہا جاتا ہے۔مثال کے طور پر اگر پانچ بندے مل کر چائے کا ایک کپ بنا رہے ہیں تو ایسے میں انسان نے سوچا کہ ہمیں اپنی رفتار بڑھا دینی چاہیے اور ایسی مشین بنا دینی چاہیے جس کی بدولت وقت کم اور نتائج زیادہ حاصل ہوں، تو ہم زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔چنانچہ اس مقصد کے لیے بڑی بڑی مشینیں لگ گئیں اور پھر واقعی انقلاب آ گیا کہ ایک ہی وقت میں سیکڑوں، ہزاروں کپ بننا شروع ہو گئے۔مشین کے آنے سے افرادی قوت کی ضرورت بھی کم ہو گئی اور پیداواری شرح بہت زیادہ بڑھ گئی۔یہاں پر دنیا ایک نئے لفظ سے متعارف ہوئی، جس کو پروڈکٹیویٹی (پیداوار) کہا جانے لگا۔انسان اسی پروڈکٹیویٹی کی فکر میں زیادہ بھاگنے لگا اور وہ اس قدر بھاگا کہ اس بھاگ دوڑ نے ایک نئے کلچر کو جنم دیا جس کو کارپوریٹ کلچر کہا جاتا ہے۔کارپوریٹ کلچر میں کام اور صرف کام کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔اس کلچر میں انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بھی کام کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔یہ کلچر کہتا ہے کام ہی زندگی ہے۔اسی وجہ سے جیسے ہی کام اور مفاد ختم ہوتا ہے تو تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ایک ایسا نظام جس میں پیسے کمانا، پیسے بنانا اور پیسے کو ضرب دینا ہی مقصد ہو تو وہاں انسان صرف ایک پرزے کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ اس استعمال کی وجہ سے انسان میں کھوکھلا پن اور خالی پن بڑھنے لگا ہے۔

کامیابی کیا ہے؟ اس موضوع پر ایک بڑی بہترین کتاب منظر عام پر آئی، جس کا نام ہے How will measure your life اس کتاب میں کہا گیا کہ زیادہ تر لوگ اپنے آپ سے تین سوال کرتے ہیں اور ان ہی سوالوں کے کشمکش میں

زندگی گزاردیتے ہیں۔ وہ خود سے پوچھتے ہیں کہ وہ اپنی کیریئر میں کامیاب ہیں یانہیں؟ وہ اپنے ذاتی تعلقات اور رشتوں سے خوش ہیں یانہیں؟ کیاوہ اپنی زندگی ایمانداری اوراحترام کے ساتھ گزارر ہے ہیں یانہیں؟ یہ کتاب ان تینوں سوالات کے جوابات دیتی ہوئی کہتی ہے کہ زندگی میں خوشی لانے کے لیےآپ روزانہ یہ سوچیں کہ آپ جو بھی کرر ہے ہیں وہی آپ کے لیے اہم ہےاورآپ ایک خوش قسمت انسان ہیں۔ یہ خیال دنیا کا سب سے حسین خیال ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ اپنے رشتوں میں خوشی تلاش کریں۔آپ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں اوران کی اپنائیت اورمحبت کوانجوائے کریں۔ جب بھی آپ اپنے رشتوں کے ساتھ بہترین تعلقات بنائیں گے تو یہ خوشگواریت آپ کے روزگاراور پروفیشنل زندگی پر بھی اچھے اثرات مرتب کرے گی اور آپ کی کارکردگی بہتر ہوگی۔تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اپنی زندگی ایمان داری اور دیانت داری کے ساتھ گزاریں۔ دوسروں کے ساتھ مقابلہ اور زیادہ مال ودولت جمع کرنے کے لالچ میں جھوٹ اوردھوکہ دہی سے خودکو بچائیں۔ اپنے لیے کچھ اصول اپنائیں اوران اصولوں پر ہمیشہ عمل پیرا رہیں۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن کے فوائد شاید ابھی نظر نہ آئیں لیکن مستقبل میں آپ کو بھرپور فائدہ دیں گے۔

یادرکھیں! اگرآپ کی وجہ سے لوگوں کی زندگیوں میں کوئی بہتری آرہی ہے تو آپ ایک کامیاب انسان ہیں۔ اگرآپ اپنے رشتوں کی مٹھاس کومحسوس کرتے ہیں، اگرآپ کے اندر یہ احساس ہے کہ مجھے جوملا ہے وہ میری اوقات سے بڑھ کر ہے اور اس احساس پرآپ کا دِل ہروقت شکرگزاری سے لبریز رہتا ہے، اگرکوئی آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کرتسلی دیتا ہے کہ فکر نہ کروہم تیرے ساتھ ہیں تو آپ واقعی دنیا کے ایک خوش قسمت ترین انسان ہیں اوریہی ایک حقیقی کامیابی ہے۔کبھی بھی صرف پیسے والا انسان کامیاب نہیں ہوتا بلکہ کامیاب انسان وہ ہے جودوسروں کے لیے فائدہ مند ہے۔